ابوسعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تقریر بابت قرآن کریم

وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

قرآنِ عظیم میں اعداد کا استعمال

(آٹھ اور نَو کے ہندسے کے متعلق ذکر)

(تقریر نمبر7)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِذۡ جَآءَهُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰمُوۡسٰى مَسۡحُوۡرًا (بنی اسرائیل:102)

ہے شکر ربِّ عزّوجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

(درثمین)

پیارے بھائیو! علمُ الاعداد کے حوالے سے قرآنِ کریم میں درج اعداد (یعنی ہندسوں) پر بات ہو رہی ہے۔ آج مجھے ہندسہ 8 اور 9 پر بات کرنی ہے۔ جہاں تک آٹھ کے ہندسہ کا تعلق ہے۔ یہ ہندسہ بھی دیگر ہندسوں کی طرح کثرت کی علامت ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ آٹھ آٹھ آنسو رونا یعنی بہت رونا، پھوٹ پھوٹ کر رونا۔ آٹھ پہر بھی ہر وقت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں 7 مقامات پر آٹھ کا ہندسہ مختلف طریق سے استعمال فرمایا ہے۔ اِن میں سے پانچ مقامات سے کثرت اور بہتات کا تاثر ملتا ہے۔ جیسے سورۃ القصص آیت 28 اور اُس کے سیاق و سباق میں حضرت موسیٰؑ کا وہ واقعہ درج ہے جہاں آپؑ نے ایک کنویں پر دو نوجوان لڑکیوں کو اپنے چوپاؤں کے ساتھ دیکھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے انتظار کر رہی ہیں کہ کب یہ اوباش نوجوان کنویں سے جائیں تو یہ اپنے جانوروں کو پانی پلائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن نوجوانوں سے کنواں فارغ کروایا اور اِن لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلایا۔ اِن لڑکیوں نے اس نیک سیرت نوجوان کے متعلق اپنے بوڑھے والد کو گھر جا کر بتایا اور اپنے گھر میں بطور ملازم رکھنے کی سفارش کی۔ جب حضرت موسیٰؑ کی اِن لڑکیوں کے والد سے ملاقات ہوئی تو والد نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ مَیں ان بچیوں میں سے ایک کی شادی تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ اِس شرط پر کہ تم **آٹھ** سال میری خدمت کرو۔ دس سال کرو تو یہ دو سال طوعی خدمت ہوگی۔

اِس کے علاوہ اصحابِ کیف کی تعداد کا ذکر سابقہ مختلف تقاریر میں ہو چکا ہے۔ یہاں آخری دفعہ ذکر ہو رہا ہے اِس لیے اِس کو دوہرا لیتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اصحابِ کیف کی تعداد سات لکھی اور ثَامِنُهُمۡ یعنی آٹھواں اُن کے ساتھ کتا تھا۔ جن آیات کو بار بار پیش کیا جا رہا ہے۔ اُن میں سے ایک سورۃ النساء کی آیت 13 ہے جس میں ورثہ کی تقسیم کے اصول و قواعد بیان ہوئے ہیں۔ اِن میں اَلثُّمُن یعنی آٹھواں حصّہ کا ذکر ملتا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں بِثَمَنٍۢ بَخۡسٍ (یوسف:20) معمولی قیمت کے لئے آیا ہے۔

سامعین! اِس کے علاوہ چار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ثَمَانِيَةَ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ دو دفعہ تو سورۃ الحاقّۃ کی آیت 8 اور آیت 18 میں ذکر ہوا ہے۔ آیت 8 میں قومِ عاد کی تباہی کا ذکر ہے جو تیز و تند ہواؤں کے ذریعہ ہوئی۔ جو 7 رات اور 8 دن جاری رہی۔ جس میں ان کے بڑے بڑے عمائدین تباہ و برباد ہوئے۔ رنجیت سنگھ اور اُن کی اولاد سب تباہ و برباد ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے لکھا ہے کہ ایک ہوٹل میں کسمپرسی کی حالت میں مرا کہ کوئی پوچھنے والا تک نہ تھا۔

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 190)

آیت 18 میں کہا جارہا ہے کہ عرش کو 8 فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا مشترکہ مؤقف یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں درج چار صفات باری تعالیٰ، ربُوبیّت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت یوم الدین یہی عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔ جو بڑھ کر آٹھ ہو جائیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے کہ

"فتح مکّہ کے وقت خدا تعالیٰ کی صفات اِس زور سے جلوہ گر ہوں گی کہ گویا وہ چار کی جگہ آٹھ ہو جائیں گی اور زمین کے چپّہ چپّہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جلال الٰہی ظاہر ہو رہا ہوگا۔"

(فٹ نوٹ زیر آیت 18 سورۃ الحاقّہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں لکھا ہے:

"اس آیت سے کسی کو یہ گمان نہ گزرے کہ فرشتوں کو گویا کوئی مادی طاقت حاصل ہے جس سے انہوں نے اللہ کے عرش کو اُٹھایا ہوا ہے۔ عرش تو کوئی مادی چیز نہیں جسے اُٹھانے کے لئے مادی طاقت کی ضرورت ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے یعنی ہر چیز اسی کے سہارے قائم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عرش اللہ تعالیٰ کے تنزّہ اور تقدّس کے مقام کا نام ہے اور اس کے وَراء الوَراء ہونے کی حالت ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں مذکور چار صفات الٰہیہ یعنی ربّ، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین کو چار فرشتوں سے موسوم کیا گیا ہے۔ "یہ چاروں صفتیں ہیں جو اس کے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔ یعنی اس کے پوشیدہ وجود کا ان صفات کے ذریعہ سے اس دنیا میں پتہ لگتا ہے اور یہ معرفت عالَمِ آخرت میں دوچند ہو جائے گی۔ گویا بجائے چار کے آٹھ فرشتے ہو جائیں گے۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 279)

آٹھ کے ہندسے میں ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ کے الفاظ دو دفعہ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک سورۃ الانعام آیت 144 اور دوسرے سورۃ الزمر آیت 7 میں۔ یہ آٹھ جوڑے جو قرآن میں ذکر ہیں۔ اونٹ اپنی مادّہ کے ساتھ، گائے بیل اپنی مادّہ کے ساتھ۔ دُنبہ اپنی مادّہ کے ساتھ اور بکرا اپنی مادّہ کے ساتھ۔ اس کی تفصیل گزشتہ تقاریر میں بیان ہو چکی ہے۔

نَو (9) ہندسے کے لئے تِسْعٍ، تِسْعًا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ نَو کا ہندسہ سب سے پہلے قرآن کریم میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 102 میں آیا ہے۔ وہیں سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مضمون بنی اسرائیل کی آیت 102 میں بیان فرمایا ہے۔ وہی مضمون قدرے تبدیلی کے ساتھ سورۃ النمل آیت 13 میں بھی بیان ہوا ہے۔ ہم اِن دونوں آیات میں بیان مضمون کو اکھٹا لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 102 کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ "یقیناً ہم نے موسیٰ کو نَو کھلے کھلے نشانات عطا کئے تھے۔ پس بنی اسرائیل سے پوچھ (کر دیکھ لے) کہ جب وہ اُن کے پاس آیا تو فرعون نے اُسے کہا کہ اے موسیٰ! مَیں تو تجھے محض سحر زدہ سمجھتا ہوں۔"

اَور سورۃ النمل آیت 13 کا ترجمہ یوں ہے کہ "اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ (یہ دونوں) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجے جانے والے) نَو نشانات میں سے ہیں۔ یقیناً وہ بہت ہی بدکردار لوگ ہیں۔"

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے محوّلہ بالا دونوں آیات کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ جو تفسیر کبیر جلد 4 اور جلد 7 میں درج ہے۔ تاہم اِن کا خلاصہ حضورؓ نے تفسیر صغیر میں سورۃ النمل کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں:

"فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ۔ فرعون اور اس کی قوم کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے نَو نشان دکھائے تھے جن میں سے ایک نشان یہ بھی تھا کہ اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں دباؤ۔ جب نکالو گے تو وہ سفید ہوگا بغیر اس کے کہ کوئی بیماری ہو۔ ہاتھ عربی زبان کے محاورہ میں بھائیوں اور قوم کو کہتے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ تھا کہ اے موسیٰؑ! اپنی قوم کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیری تربیت سے وہ نیک اور اچھی ہو جائے گی اور بے عیب بن جائے گی اور کوئی بڑائی اس میں باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰؑ کی قوم کے آنے سے پہلے نہایت گندی ہوگئی تھی اور ابراہیمی تعلیم کو اس نے بھلا دیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر اُن میں بڑے بڑے اولیاء پیدا ہونے لگے۔ مگر جب بھی وہ موسیٰؑ سے دُور ہوتی تھی اس میں بدی پیدا ہو جاتی تھی۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پہاڑ پر جانے پر چند دن کی جدائی میں ہی انہوں نے بچھڑے کو خدا بنالیا اور پُوجنے لگے۔

یہ جو نَو معجزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کی تشریح مختلف جگہ قرآن مجید میں آتی ہے۔ دو تو یہیں بیان ہیں۔ یعنی یَدِ بیضاء اور عصا۔ **تیسرا** معجزہ قحط ہے۔ **چوتھا** معجزہ اولادوں کا مر جانا ہے جو اِن الفاظ میں بیان ہُوا ہے کہ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ۔ **پانچواں** معجزہ طوفان کا تھا کہ ان پر ایک عظیم الشان طوفان آیا تھا۔ میرے نزدیک طوفان کا

معجزہ ہی تھا جو بحیرہ احمر میں ظاہر ہوا جب فرعون اور اس کے لشکر اُس میں غرق کر دیے گئے تھے۔ اس وقت بھی ایک بڑا طوفان آیا تھا جس سے سمندر زمین سے پرے ہٹ گیا تھا اور زمین ننگی ہو گئی تھی اور جب موسیٰؑ پار چلے گئے تو فرعون اُن کا پیچھا کرتے ہوئے اپنے لشکروں سمیت اس میں گھُس کر آخر غرق ہو گیا تھا۔ **چھٹا** معجزہ ٹڈیوں کا تھا۔ یعنی ٹڈیوں نے فصلیں تباہ کر دی تھیں اور قحط پڑ گیا تھا۔ **ساتواں** معجزہ اَلْقُمَّلَ یعنی جوؤں کا معجزہ تھا۔ یعنی جوئیں ملک میں بہت بڑھ گئیں تھیں غالباً ایسی سردی پڑی تھی کہ غسل کرنا اُن کے لیے مشکل ہو گیا تھا اور جوئیں پڑ گئی تھیں۔ **آٹھواں** معجزہ اَلضَّفَادِعَ یعنی مینڈکوں کا تھا جب بارشیں زیادہ ہوتی ہیں تو مینڈک بڑھ جاتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ بارشیں بہت زیادہ ہوئی تھیں اور جیسا کہ تجربہ ہے کہ ہر دیوار پر مینڈکوں کے انڈے سوکھ جاتے ہیں اور بارش کے پڑتے ہی چھوٹے چھوٹے مینڈک بارش کی طرح گرنے لگ جاتے ہیں۔ گرم ملکوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ **نواں** معجزہ اَلدَّمَ یعنی خون کا تھا جس سے مراد طاعون کی وہ قسم ہے جس میں نکسیر پھوٹنے لگ جاتی ہے اور آدمی مر جاتا ہے وہ اس قوم میں پھُوٹ پڑی تھی۔"

(تفسیر صغیر زیر آیت سورت النمل آیت 13)

سامعین! ان میں سے بعض نشانات کا ذکر توریت میں بھی موجود ہے۔ جس کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے یوں فرمایا۔ دریا لہو بن گیا (خروج باب 7 آیت 20-21) مینڈک اور جوئیں (خروج باب 8) طوفان یعنی اولے وغیرہ (خروج باب 9) ٹڈی (خروج باب 10) (تفسیر صغیر سورۃ الاعراف آیت 134۔ فٹ نوٹ)

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے ان نَو نشانوں کے ذکر کے بعد تحریر فرمایا کہ:

"حضرت موسیٰؑ اور اِن کے نشانات کا ذکر کر کے یہود کو توجہ دلائی ہے کہ جس طرح فرعون کو نشان دکھائے گئے تھے۔ یہود کو بھی نشان دکھائے جائیں گے۔ مگر جس طرح فرعون نے فائدہ نہ اُٹھایا وہ بھی نہ اُٹھائیں گے اور آخر معنوی طور پر غرق کیے جائیں گے۔ اِس آیت سے اِس امر کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہود پر بھی نَو قسم کے عذاب نازل ہوں گے یا نَو نشان دکھائے جائیں گے۔ مگر مجھے اب تک تاریخ پر اس بارہ میں غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔"

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 396)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ان نشانوں کو گنواتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف بھی ایک موسیٰ (حضرت سیّدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) تِسۡعَ اٰیٰتٍ کے ساتھ بھیجا۔ پس جو ان کے خلاف کرتا ہے وہ بھی فرعون کی طرح مثبور یعنی رسومات اور عادات میں محبوس ہے۔ شرک مت کرنا، ناجائز روپیہ نہ کماؤ، نہ ناجائز طور پر خرچ کرو، زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، کسی کو دُکھ نہ دو، قتل نہ کرو۔ اکڑ بازی سے نہ چلو، کسی کو بے جا گالی مت دو۔ مقابلہ کے وقت مت بھاگو، بیاج نہ کھاؤ... غضب، رسوم، عادات کی پابندی چھوڑ دو۔ حرص میں نہ بڑھو۔ غفلت نہ کرو۔ علم حاصل کرو تو اس پر عمل بھی کرو۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ آئندہ آنے والی قومیں تمہارا نمونہ پکڑیں گے۔ پس تمہارا فرض نازک ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 573)

پھر حضرت موسیٰؑ کے نَو نشان کا ذکر یوں فرمایا:

"اِن نو نشانوں کے بیان میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ بعض کہتے ہیں۔ نَو احکام دیے۔ بعض کہتے ہیں نَو نشان تھے۔ دونوں قسم کے نشان بیان کرتا ہوں۔ 1۔ عصا۔ 2۔ ید بیضاء۔ 3۔ طوفان۔ 4۔ ٹڈی دل۔ 5۔ چچڑیاں۔ 6۔ مینڈکیاں۔ 7۔ خون کا مرض۔ 8۔ قحط پڑا۔ 9۔ پلوٹھے مر گئے۔

احکام یہ ہیں۔ 1۔ شرک نہ کرو۔ 2۔ چوری نہ کرو۔ 3۔ زنا نہ کرو۔ 4۔ بے وجہ قتل نہ کر۔ 5۔ کسی نیک عورت پر تہمت مت دو۔ 6۔ جنگ میں مت بھاگو۔ 7۔ مَثۡبُوۡرًا۔ 8۔ محبوس۔ 9۔ ملعون۔ چونکہ حضرت موسیٰؑ کو نرمی سے کلام کرنے کا ارشاد تھا۔ اس لئے بھی شاید فرعون کو محبوس کیا۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 572-573)

سامعین! سورۃ النمل میں 9 کے ہندسے کے استعمال کا ذکر ہم اوپر سُن آئے ہیں۔ اِس سورۃ کی آیت 49 میں 9 کے گُر کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكَانَ فِي الۡمَدِيۡنَةِ تِسۡعَةُ رَهۡطٍ يُّفۡسِدُوۡنَ فِي الۡاَرۡضِ وَلَا يُصۡلِحُوۡنَ

کہ (اُس کے) مرکزی شہر میں نَو اشخاص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

(ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کی جو تفسیر فرمائی ہے وہ اپنی ذات میں بہت واضح ہے۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جس شہر میں مبعوث فرمایا تھا۔ اُس میں قوم ثمود کے نَو اَئِمَۃُ الکفر رہتے تھے جو رات دن تخریبی سرگرمیوں میں مشغول رہتے تھے اور حضرت صالحؑ کے مشن کو نقصان پہنچانے اور آپ کی اشاعتِ توحید کی مساعی کو ناکام بنانے کی جدوجہد کرتے رہتے تھے۔ اگر وہ اپنی بڑائی اور عزّت کو اصلاحی کاموں میں صَرف کرتے اور لوگوں کو صلاحیت اور رُشد کے راستہ پر چلانے کی کوشش کرتے تو اُن کی عزّت میں اَور بھی اضافہ ہو جاتا۔ مگر انہوں نے اس راستہ پر قدم مارا جو انہیں ہلاکت اور بربادی کی طرف لے جانے والا تھا۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر معاہدہ کرو کہ ایک رات ہم سب مل کر صالحؑ اور اُس کے اہل وعیال پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں گے اور پھر جب اُس کے ورثاء ہم سے خون بہا مانگیں گے تو ہم اُن سے صاف صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے اِس کے اور اس کے اہل کے قتل کے واقعہ کو دیکھا تک نہیں اور ہم بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔ اِس طرح انہوں نے حضرت صالحؑ کی تباہی کا منصوبہ سوچا۔ مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ آسمان پر ایک خدا موجود ہے جو صالحؑ کی حفاظت کر رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی تدبیریں کیں مگر اُن کے بالمقابل ہم نے بھی تدبیریں کیں اور وہ ہماری تدبیروں کو کہاں سمجھ سکتے تھے۔ وہ اِسی دھوکا میں مبتلا رہے کہ صالحؑ کے قتل کے منصوبے میں انہیں کامیابی حاصل ہو جائے گی اور وہ سمجھ بھی نہ سکے کہ آسمانی تدبیر غالب آرہی ہے اور اُن کی تدبیر ناکام جارہی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو اُن کی تدبیروں کے باوجود ہم نے اُن نَو آدمیوں کو بھی اور اُن کی قوم کے تمام چھوٹوں اور بڑوں کو بھی جو اس قاتلانہ منصوبہ میں اُن کے شریک تھے یا اُن کی ہمدردی انہیں حاصل تھی اپنے عذاب کا نشانہ بنا دیا اور ان سب کو تباہ و برباد کر دیا۔ تمہارے سامنے ان کی اُجڑی ہوئی بستیاں اور گرے ہوئے مکانات اور مکینوں سے خالی مکان موجود ہیں جو لوگوں کے لئے عبرت کا سامان مہیّا کر رہے ہیں اور اِس میں عقل اور دانش رکھنے والی قوم کے لئے بڑا بھاری نشان ہے۔ مگر جو لوگ صالحؑ پر ایمان لائے تھے اور جنہوں نے تقویٰ اور طہارت میں اپنی عمر بسر کی تھی ہم نے اُن کو اس عذاب سے بچا لیا اور اُن کی ترقی کے سامان پیدا کئے۔

قومِ ثمود کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجّہ دلائی ہے کہ جس طرح حضرت صالحؑ کے قتل کے لئے اُن کی قوم کے نَو ائمۃُ الکفر نے ایک خطرناک سازش کی تھی اسی طرح مکّہ کے نَو ائمۃُ الکفر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے باہم معاہدہ کریں گے اور آخر وہ اُسی فیصلہ پر پہنچیں گے کہ تمام قبائل مل کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کریں گے۔ مگر جس طرح حضرت صالحؑ کے دشمن ناکام رہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ مکّہ کے ائمۃُ الکفر کو بھی ناکام کرے گا اور پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ اور اُن پر ایمان لانے والوں کو نجات دی اور انہیں عذاب کے مقام سے نکال کر لے گیا۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بھی دشمن کے نرغہ سے نکال کر مدینہ لے جائے گا اور آپ کی کامیابی اور فتوحات کا دروازہ کھول دے گا۔

ہر شخص جو تاریخ سے معمولی واقفیت بھی رکھتا ہے، جانتا ہے کہ کس طرح یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی جس طرح حضرت صالحؑ کے زمانہ میں نَو بڑے بھاری مفسد تھے۔ اِسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نَو ہی ائمۃُ الکفر تھے۔

1۔ سب سے بڑا مفسد جو گویا رأس المعاندین تھا۔ ابوجہل تھا جسے مکّہ والے ابوالحکم یعنی دانائی کا باپ کہا کرتے تھے۔ 2۔ دوسرا مفسد ابولہب تھا۔ 3۔ تیسرا مفسد امیّہ بن خلف تھا۔ 4۔ چوتھا مفسد النضر بن الحارث تھا۔ 5۔ پانچواں مفسد عقبہ بن معیط تھا۔ 6۔ چھٹا مفسد ولید بن مغیرہ تھا۔ 7۔ ساتواں مفسد عاص بن وائل تھا۔ 8۔ آٹھواں مفسد عتبہ تھا اور۔ 9۔ نواں مفسد شَیبہ تھا۔

اِن میں سے ابوجہل، امیّہ، عقبہ بن ابی معیط، عتبہ اور شَیبہ پانچوں جنگ بدر میں مارے گئے۔ النضر بن الحارث جنگ بدر میں قید ہوا اور پھر اپنے جرائم کی پاداش میں مارا گیا۔ ولید ہجرت کے تین ماہ بعد پاؤں میں تیر چبھ جانے کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ عاص بن وائل ہجرت کے دوسرے ماہ اچانک پاؤں سُوجھ جانے سے مر گیا اور ابولہب جنگ بدر کے تھوڑا عرصہ بعد مکّہ میں بیمار ہو کر ہلاک ہوا۔“

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 404-405)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نَو دشمنوں کے نام یہ گنوائے ہیں: ابوجہل، ولید، نضر، عتبہ، شَیبہ، اُمیّہ، اُبیّ، عقبہ اور حارث بن عامر۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 295)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم جیسے شاندار نبی کے زمانہ میں بھی ایسے مفسد کھڑے ہوئے اور وہ نَو طرز کے آدمی تھے اور مفسد عموماً نَو قسم کے ہی ہوتے ہیں۔ سورۃ الشعراء میں ان کی تفصیل ہے۔ یہ لوگ آپؐ کے کاموں میں بڑے حارج اور مفسد ہوئے۔ وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ بلکہ بڑے درجہ کے لوگ تھے۔ اِس واسطے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی شرارتوں کے سبب اور ان کی ہدایت کی طرف رجوع نہ کرنے کے سبب بہت غم اور حُزن تھا کہ یہ لوگ ہمارے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو تسّلی دیتا ہے اور اگر خدا کی طرف سے تسّلی نہ ہوتی تو وہ غم ناقابلِ برداشت ہو جاتا۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 295)

آپؓ نے فرمایا کہ "مفسد عموماً نَو قسم کے ہی ہوتے ہیں۔"

ان الفاظ پر خاکسار نے غور کیا تو حضرت مسیح موعودؑ کے دَور کے نَو دشمنوں کے نام ذہن میں ابھرے۔

1. مولوی محمد حسین بٹالوی
2. مولوی سیّد نذیر حسین دہلوی
3. مولوی ثناء اللہ امرتسری
4. مولوی کرم الدین
5. سعد اللہ لدھیانوی
6. منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ
7. لیکھرام پشاوری
8. ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک
9. ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی

سامعین! قرآن کریم میں دو جگہ بِضْعَ سِنِیْن کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ سورۃ یوسف آیت 43 میں اور سورۃ الروم آیت 5 میں ۔ مشہور لغت اقرب کے مطابق

اَلْبِضْعُ۔ مَابَیْنَ الثَّلَاثِ اِلَی التِّسْعِ ۔ تین سے لے کر نو تک کو بضع کہتے ہیں۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 316)

اس لحاظ سے یہ لفظ قرآن کریم میں آئے ہوئے 3 سے لے کر 9 تک کے سب ہندسوں پر اطلاق پاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ان معنوں کو سورۃ یوسف آیت 43 کے حل لغت میں بیان فرمایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یہی ترجمہ سورۃ الروم آیت 5 میں کیا ہے۔

سامعین! قرآن کریم کا ہر حکم حکمت سے پُر ہے کو بیان کرتے ہوئے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"حکمت کے معنی عقل اور دانائی کے بھی ہیں۔ اس کتاب نے جو عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری بڑے پُر حکمت احکامات اُتارے ہیں۔ ہر حکم کی دلیل اُتاری ہے جو ہر موقع و محل کے لحاظ سے ہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی مثال دے آیا ہوں قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر کوئی مجرم ہے تو اس کو سزا دو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصے میں آکر، مغلوب الغضب ہو کر سزا نہ دو۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح ہو سکتی ہے تو معاف کرنے میں حکمت ہے۔ لیکن اگر عادی چور کو معاف کر دیا جائے تو معاشرے میں فساد پیدا کرنے کا موجب ہوں گے۔ اسی طرح اگر قاتل کو معاف کرو گے تو اور قتل پھیلائے گا۔ وہاں پھر سزا ضروری ہو جاتی ہے۔ غرض کہ قرآن کریم کا کوئی بھی حکم لے لیں اس میں حکمت ہے۔ ان احکامات کی بڑی لمبی تفصیل ہے۔ اگر مومن ان احکامات کو سامنے رکھے اور ان کی حکمت پر غور کرے تو جہاں ہر ایک کی اپنی عقل اور دانائی میں اضافہ ہوتا ہے وہاں معاشرے میں بھی علم و حکمت پھیلنے سے محبت اور پیار کو رواج ملتا ہے۔ زیادہ دماغ روشن ہوتے ہیں۔ پس ایک مومن کی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ قرآن کریم سے یہ حکمت کے موتی تلاش کرے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے۔"

(خطبہ جمعہ 18/ جنوری 2008ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✿✿✿✿